© rasailojaraid.com

چراغِ محبت

سیرت کا کون سا گوشہ ہے جس پر نہیں لکھا گیا، کون سا پہلو ہے جس پر نہیں کہا گیا، کون سی زبان ہے جو مدحِ نبی سے آراستہ نہ ہوئی ہو، یقیناً کوئی گوشہ، کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر خامہ فرسائی نہ کی گئی ہو، تعبیرات کے شہ پارے، خطابت کے شاہکار، منظوم جواہر پارے لے کر ادیب وخطیب وشاعر دربارِ رسالت میں حاضری اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں، عبادت سمجھتے ہیں، انداز سب کا عاشقانہ، ہر ایک کا والہانہ، اس لیے نہیں کہ سیرتِ سرور دوعالم ﷺ کو اس کی حاجت ہے کہ جمالِ سیرت تو ان سب سے مستغنی و بے نیاز...... تاہم لفظوں کے جس صدف کو ابرِ سیرت چھو گیا، وہ گوہر میں ڈھل گیا...... ولکن مدحت مقالتی بمحمد...... کیا کوئی زبان ایسی ہے جہاں ادب کی فضائیں حضورِ رسالت میں نہ سلام کہتی ہوں، نہ پیام دیتی ہوں...... نہیں اور قطعاً نہیں، اس لیے کہ حضور اکرم ﷺ کی سیرت کا ایک پہلو ہے محبوبیت وعقیدت کا، دلوں میں آپ کے احترام وعظمت کا، شاہ ہو کہ گدا، فقیر ہو کہ امیر، عاصی ہو کہ پاکباز، بندۂ مؤمن کے دل میں آپ ﷺ کی محبت کا چراغ روشن رہتا ہے، یہ چراغ...... چراغِ محبت سرمایۂ ملت بھی اور سرمایۂ ملت کا نگہبان بھی، گناہوں سے آلودہ، معاصی کا خوگر، لاابالی وآوارہ، ہر سو غفلت کے چھائے ہوئے اندھیاروں میں گھرا ایک امتیٔ ختم الرسل کے سامنے جب نام "محمد ﷺ" کا آجائے تو اس کی آنکھوں میں عقیدت کا نور، محبت کا سرور جھلکنے لگتا ہے، چھلکنے لگتا ہے۔ دو مثالیں پڑھیے ایک شاہ وحکمران کی دوسری ایک شاعرِ خراباتی کی، شرابی وکبابی کی۔

(۱) بادشاہ ناصر الدین محمود کے ایک خاص مصاحب کا نام "محمد" تھا، بادشاہ اسے اسی نام سے پکارا کرتا تھا، ایک دن اس نے خلاف معمول اسے "تاج الدین" کہہ کر آواز دی وہ تعمیلِ حکم میں حاضر تو ہو گیا لیکن بعد میں گھر جا کر تین دن تک ______ نہیں آیا، بادشاہ نے بلاوا بھیجا، تین روز تک غائب رہنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا "آپ ہمیشہ مجھے "محمد" کے نام سے پکارا کرتے ہیں لیکن اس دن آپ نے "تاج الدین" کہہ کر پکارا، میں سمجھا کہ آپ کے دل میں مرے متعلق کوئی خلش پیدا ہو گئی ہے، اس لیے تین دن حاضر خدمت نہیں ہوا، ناصر الدین نے کہا "واللہ! میرے دل میں آپ کے متعلق کسی قسم کی کوئی خلش نہیں "تاج الدین" کے نام سے تو میں نے اس لیے اس دن پکارا تھا کہ اس وقت میرا وضو نہیں تھا اور مجھے "محمد" کا مقدس نام بغیر وضو کے لینا مناسب معلوم نہیں ہوا۔"

(۲) اختر شیرانی اردو کے مشہور شاعر گذرے ہیں، لاہور کے عرب ہوٹل میں ایک دفعہ کمیونسٹ نوجوانوں نے جو بلا کے ذہین تھے اختر شیرانی سے مختلف موضوعات پر بحث چھیڑ دی۔ اس وقت تک وہ دو بوتلیں چڑھا چکے تھے اور ہوش قائم نہ تھے، تمام بدن پر رعشہ طاری تھا۔ حتیٰ کہ الفاظ بھی ٹوٹ ٹوٹ کر زبان سے نکل رہے تھے۔ ادھر "انا" کا شروع سے یہ حال تھا کہ اپنے سوا کسی کو نہیں مانتے تھے، جانے کیا سوال زیرِ بحث تھا۔ فرمایا مسلمانوں میں تین شخص اب تک ایسے پیدا ہوئے جو ہر اعتبار سے جینیس بھی ہیں اور کامل الفن بھی، پہلے ابو الفضل، دوسرے اسد اللہ خان غالب، تیسرے ابو الکلام آزاد...... "شاعر وہ شاذ ہی کسی کو مانتے تھے۔ ہمعصر شعراء میں جو واقعی شاعر تھا، اسے بھی اپنے سے کمتر خیال کرتے تھے، کمیونسٹ نوجوانوں نے "فیض" کے بارے میں سوال کیا، طرح دے گئے، "جوش" کے متعلق پوچھا کہا، وہ ناظم ہے، "سردار جعفری" کا نام لیا، مسکرائے، "فراق" کا ذکر چھیڑا "ہوں ہاں" کر کے چپ ہو گئے، "ساحر لدھیانوی" کی بات کی، سامنے بیٹھا تھا، فرمایا، مشق کرنے دو، "ظہیر کاشمیری" کے بارے میں کہا، نام سنا ہے، احمد ندیم قاسمی؟ فرمایا "میرا شاگرد ہے...... "نوجوانوں نے دیکھا کہ ترقی پسند تحریک ہی کے منکر ہیں تو بحث کا رُخ پھیر دیا، "حضرت! "فلاں پیغمبر کے بارے میں کیا خیال ہے؟" آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں، نشہ میں چُور تھے، زبان پر قابو نہیں تھا، لیکن چونک کر فرمایا...... "کیا بکتے ہو؟ ادب وانشاء یا شعر وشاعری کی بات کرو" کسی نے فوراً ہی افلاطون کی طرف رُخ موڑ دیا، ان کے مکالمات کی بابت کیا خیال ہے؟ ارسطو اور سقراط کے بارے میں سوال کیا، مگر اس وقت وہ اپنے موڈ میں تھے، فرمایا...... "اجی پوچھو یہ کہ ہم کون ہیں۔ یہ ارسطو، افلاطون یا سقراط آج ہوتے تو ہمارے حلقے میں بیٹھتے، ہمیں ان سے کیا کہ ان کے بارے میں رائے دیتے پھریں"...... اس لڑکھڑائی ہوئی آواز سے فائدہ اُٹھا کر ایک ظالم قسم کے کمیونسٹ نے سوال کیا، "آپ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا خیال ہے؟"...... اللہ اللہ، ایک شرابی جیسے کوئی برق تڑپی ہو، بلور کا گلاس اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا...... "بدبخت! ایک عاصی سے سوال کرتا ہے، ایک سیہ رو سے پوچھتا ہے! ایک فاسق سے کیا کہلوانا چاہتا ہے؟"...... تمام جسم کانپ رہا تھا، ایکا ایکی رونا شروع کیا، گھگھی بندھ گئی...... "ایسی حالت میں یہ نام کیوں لیا، تمھیں جرأت کیسے ہوئی؟ گستاخ! بے ادب "باخدا دیوانہ باش، وبا محمدؐ ہوشیار" اس شریر سوال پر توبہ کرو، تمہارا خُبثِ باطن سمجھتا ہوں"...... خود قہر وغضب کی تصویر ہو گئے، اس نوجوان کا حال یہ تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں، اس نے بات کو موڑنا چاہا، مگر اختر کہاں سنتے تھے، اسے اٹھوا دیا، پھر خود اُٹھ کر چلے گئے، تمام رات روتے رہے، کہتے تھے......

"یہ لوگ اتنے نڈر ہو گئے ہیں کہ آخری سہارا بھی ہم سے چھین لینا چاہتے ہیں، میں گنہگار ضرور ہوں لیکن یہ مجھے کافر بنا دینا چاہتے ہیں"

دیکھا آپ نے ایک گنہگار امتیٔ ختم الرسل کا عشقِ والہانہ، عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوئی اختر شیرانی کی یہ نعت بھی پڑھیے:

اگر اے نسیم سحر ترا گذر ہو دیارِ حجاز میں ۔۔۔ مری چشمِ تر کا سلام کہنا حضور بندہ نواز میں

تمہیں حدِّ عقل نہ پا سکی فقط حال اتنا بتا سکی ۔۔۔ کہ تم ایک جلوۂ راز تھے جو عیاں ہے رنگِ مجاز میں

نہ جہاں میں راحتِ جاں ملی نہ متاعِ امن و اماں ملی ۔۔۔ جو دوائے دردِ نہاں ملی تو ملی بہشتِ حجاز میں

عجب اک سرور سا چھا گیا، میری روح و دل میں سما گیا ۔۔۔ ترا نام سے آگیا مرے لب پہ جب بھی نماز میں

کروں نذر نغمۂ جانفزا میں کہاں سے اختر بے نوا ۔۔۔ کہ سوائے نالۂ دل نہیں ہے مرے دل کے غمزدہ ساز میں

© rasailojaraid.com